بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسرائیلی غاصبانہ قبضے کے ساٹھ سال اور خطے میں محاذ آرائی کی وجوہات

اسدالاسلام شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

مغربی عوام کے نام!

سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے!

میری آپ سے گفتگو کا موضوع ہماری اور تمہاری تہذیب کے مابین جاری محاذ آرائی اہم ترین اسباب میں سے ایک سبب یعنی مسئلہ فلسطین ہے۔ یہ کشمکش تمہاری حالیہ سیاست کے سائے تلے پرورش پا رہی ہے۔ یہاں پر میں تاکید کرتا چلوں کہ مسئلہ فلسطین میری امت کے لیے اولین اور مرکزی مسئلہ ہے۔ یہی مسئلہ بچپن سے میرے سفر میں اہم ترین محرّک رہا ہے اور اُن انیس آزاد صفت نوجوانوں کی راہ میں بھی، جو ایک عظیم شعور کے ساتھ مظلوموں کی نصرت اور ظالم یہود اور ان کے مددگاروں سے بدلہ لینے کے لیے نکلے۔ پھر یہ کہ تمہارا ظلم ہم پر لبنان اور اس کے علاوہ دوسرے علاقوں میں بھی جاری رہا اور اسی اثناء میں 11 ستمبر، اس کے ماقبل اور مابعد کے واقعات رونما ہوئے۔ میں تمہاری توجہ اس جانب مبذول کراتے ہوئے تم سے کہوں گا کہ تمہارے منصفوں اور مسئلہ فلسطین کی حقیقت کو جاننے کے خواہشمندوں کے سامنے اس مسئلے کی واقفیت کے لئے ایک عظیم مہلت ہے۔ یہودی اپنی ریاست کے قیام کے ساٹھ سال گزرنے پر مغربی سربراہوں کے ساتھ شریکِ جشن ہیں۔ یہ جشن بہت سارے اہم نکات کی جانب رہنمائی کرتا ہے جن میں سے تین کو میں مختصراً بیان کروں گا:

نمبر ۱: یہ جشن اس امر کو پوری طرح واضح کرتا ہے کہ ساٹھ سال قبل ریاستِ اسرائیل کا وجود تک نہ تھا اور یہ اسلحہ کی قوت سے فلسطین پر غاصبانہ قبضے کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ یہ چیز ہمارے اِس دعوے کی صحت پر

واضح دلیل ہے کہ فلسطین ہماری سرزمین ہے جبکہ اسرائیلی اس پر قبضہ کرنیوالے حملہ آور ہیں جن سے قتال واجب ہے۔

نمبر۲: اس واقعے نے یہ بھی واضح کر دیا کہ تمہارے اکثر ذرائع ابلاغ مسئلہ فلسطین اوراس طرح کے دوسرے تنازعات میں پیشہ ورانہ اور غیر جانب دار روش سے دست بردار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ان ذرائع ابلاغ میں ان ساٹھ سالوں کے دوران دھوکہ دینے کے لئے ایسے ایسے لوگ اٹھے جنہوں نے حقائق کو خلط ملط کیا اور ہماری زمین پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے یہود کو قربانی کا جانور بنا کر پیش کیا اوراس کے بالمقابل اپنی سرزمین کا مطالبہ کرنے والے مظلوم فلسطینیوں کو جلاد اور ناحق دہشت گرد بنا کر پیش کیا۔ یہاں پر ذرائع ابلاغ کی اہمیت کا دائرہ کار بھی واضح ہوتا ہے جو حقائق کی غلط بیانی میں اپنا جادوئی کردار ادا کر رہا ہے اور ایسی گمراہ کن رائے عامہ ہموار کر رہا ہے جس کی بدولت وہ مغربی اقوام کو ہمارے خلاف اس ناحق ظالمانہ جنگ کی طرف ہانکنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ یہ بات اُس وقت خوب واضح ہوگئی جب عراق کے حوالے سے وائٹ ہاؤس کے سردار اور اس کے ساتھیوں کے جھوٹوں کو خوب ترویج دی گئی اوراسی طرح تمہارے ذرائع ابلاغ میں صہیونی لابی کے اثر ورسوخ کا دائرہ کار بھی واضح ہوتا ہے جیسا کہ انہوں نے اسرائیلیوں کی خدمت کے لئے حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا۔

نمبر۳: اس جشن میں مغربی سربراہوں کی شرکت اس امر کی تاکید ہے کہ مغرب ہمارے علاقوں پر اس غاصبانہ یہودی قبضے کی تائید کرتا ہے اور ہمارے مدِ مقابل یہود کی خندق میں کھڑا ہے اور جنوبی لبنان میں یہود کی مدد کے لئے اپنی فوجیں بھیج کر انہوں نے اس بات کا عملی ثبوت دیا ہے۔ مغربی سیاستدان اب تک زمانہ وسطیٰ کی اسی ذہنیت میں جی رہے ہیں جس کے تحت وہ دوسروں کی زمینوں پر قبضہ کر کے، ان کے آزاد شہریوں کو قتل اوران کی دولت کو لوٹ کر ان پر ظلم وستم ڈھاتے ہیں۔ بش اور بلئیر نے عراق کی جنگ میں تیل کی چوری اور وہاں کی شہریوں کی تذلیل کے ذریعے اس بات کو پوری تاکید سے واضح کر دیا ہے۔ اگرچہ برطانیہ نے بالفورڈ ڈیکلیریشن کے ذریعے یہود کو فلسطین پر غاصبانہ قبضے کا جواز دیا اور اقوام متحدہ نے فلسطین کا ایک بڑا حصہ یہود کے حوالے کرنے کا فیصلہ دیا لیکن ان فیصلوں کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ان کا ہم سے کوئی تعلق ہے کیونکہ جو خود

کسی شیئے کا مالک نہیں وہ اسے غیر مستحق ہی کو عطا کرے گا۔اور اقوام متحدہ بھی تو تمہاری ہی ایک مشینری ہے اور امن مذاکرات جن کا آغاز ساٹھ سال قبل ہوا تھا اور جواب تک ختم ہی نہیں ہو سکے، وہ بھی صرف بیوقوفوں کے دھوکے کے لئے ہیں۔اور بش کے ایک بامعنی ریاست کے قیام کے وعدے بھی ایک وعدہ خلاف کے وعدے ہیں جبکہ پورے فلسطین کی آزادی کے لئے جہاد فرض ہے۔اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ بیشک ہم یہ جانتے ہیں کہ غیر معتدل لوگ دوسروں کے حقوق غصب کرنے اور ان کا مال دھوکے سے یا عسکری حملے کی بدولت ناحق لوٹنے کی جانب مائل ہوتے ہی ہیں لیکن اگر ایسے لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آ جائے تو اس مصیبت میں ایک ریاست اور ایک مسلح گروہ کی قوت کے فرق کے بقدر اضافہ ہو جاتا ہے۔آج کی صورتحال میں اس مذموم دہشت گردی اور مسلح غلبے کا علمبردار دنیا کی سب سے بڑی عسکری قوت کا قائد (بش) ہے لہٰذا یہ مسئلہ کسی ملک یا خطے تک محیط نہیں بلکہ یہ تو ایک عالمی مصیبت ہے۔ہمارے خلاف تمہاری اس جنگ میں زبردست آفت اور تباہی کے باوجود ہم ظالموں کے خلاف قتال میں ڈٹے رہنے والے اور جنگ کے وقت اپنا عہد پورا کرنے والے ہیں لیکن یہ چیز انتہائی کراہت آمیز ہے کہ قتل، تباہی، لوٹ کھسوٹ اور تذلیل کی ہر کاروائی کے بعد تمہارے سیاستدان اَقدار کی بات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔یہ بات برداشت سے باہر ہے لہٰذا ظلم پر ظلم نہ کرو چنانچہ اگر تم اس لوٹ کھسوٹ پر مصرّ ہو تو عنقریب تم بھی تکلیف دیکھو گے۔پس تھوڑی سی شرم کرو اور اَقدار کی بات کر کے جھوٹ بولنا بند کر دو۔میں فلسطین کی صورت حال میں سے چند مثالیں بیان کروں گا جو اس تنازعہ کو مزید واضح کر دیتی ہیں جیسا کہ تمہاری اقدار کا کھوٹا پن واضح ہوا۔ایک ہی مسئلے میں دہرے معیارات رکھنا تمہارے سیاستدانوں کا طرّۂ امتیاز ہے۔تم فلسطینی تنظیموں کو دہشت گرد قرار دیتے ہو اور ان کو سزا بھی سنائی جا چکی ہے اور ان کا بائیکاٹ بھی ہو چکا ہے جبکہ اس کے بالمقابل اسرائیلی جب فی الواقع شہریوں کا قتل عام کرتے ہوئے عورتوں اور بچوں تک کو قتل کرتے ہیں چاہے وہ دھماکہ خیز گاڑیوں کے ذریعے ہو جیسا کہ یافا، حیفا اور دوسرے علاقوں میں ہوا یا اس سے بھی شدید تر یہ ہے کہ جب صہیونی تنظیموں نے فلسطینی دیہاتیوں کو دھمکانے، علاقہ بدر کرنے اور ان کی زمینیں چھیننے کے لئے ذبح خانے بنائے تو ان معاملات میں تمہارا موقف کیا تھا؟ یہ چیز تمہارا ''بیگن'' کے ساتھ تعلق ظاہر کرتی ہے۔اور تمہیں کیا خبر کہ ''بیگن'' کون

تھا؟ ''بیگن'' ان ظالم صہیونی تنظیموں میں سے ایک کا سربراہ تھا۔ ''بیگن'' وہ تھا جس نے دیر یاسین کے ذبح خانے میں خون کی ندیاں بہائیں ۔ ''بیگن'' وہ تھا جس نے دیر یاسین کے ذبح خانے میں حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کئے ۔کیا اس سے بڑھ کر بھیانک اور نا قابلِ بیان دہشت گردی ہوسکتی ہے؟ کیا یہ جرم کی حد اور تذلیل کی انتہاء نہیں؟ کیا کوئی انسان کسی دیہاتی عورت کو قتل کرسکتا ہے جو نہ تو لڑنا جانتی ہو اور نہ اس کا لڑائی سے کوئی تعلق ہو چہ جائیکہ اس کے حاملہ ہوتے ہوئے اس کا پیٹ چاک کر دیا جائے ۔اسی طرح کا بھیانک جرم تو اپنی ہولناکی کے سبب خواب میں بھی بال سفید کر دیتا ہے اور اگر اقرار کرنے والے اس کا ثبوت نہ دیتے تو اس کی تصدیق محال تھی بلکہ اسرائیلیوں میں تو ایسے بھی ہیں جو اس واقع پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر دیر یاسین کا ذبح خانہ نہ ہوتا تو فلسطینی اپنی زمین چھوڑ کر نہ بھاگتے اور اسے ہمارے لئے خالی نہ کرتے ۔چنانچہ ''بیگن'' کے بارے میں مغرب کا کیا موقف ہے؟ بجائے اس کے اسے اس کے جرائم کی سزا دی جاتی ،اسے وزیر اعظم تسلیم کیا گیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ اسے امن وسلامتی کا نوبل انعام بھی عطا کیا گیا۔

اے ظلم وزیادتی کرنے والو!

اے بے گناہوں کا خون بہانے والو!

اے سخت دل وحشی لوگو!

دیر یاسین کے بعد ذبح خانوں کا یہ سلسلہ رکا نہیں بلکہ مسلسل جاری رہا اور آج ہم غزہ کے ذبح خانے کے ساتھ جی رہے ہیں جو تمام عالَم کی نظروں کے سامنے ہے ۔ پندرہ لاکھ انسان قاتلانہ محاصرے میں گندی غذا کی بدولت اور دوا کی کمیابی کے باعث تکلیف دہ موت کی جانب بڑھ رہے ہیں ۔ بلکہ تمہارے سیاستدان تو مصر کے حاکم پر بھی لازم کرتے ہیں کہ وہ بھی ان کے خلاف محاصرہ کرے تا کہ ضعیف لوگوں کا دم گھٹ جائے جبکہ انمیں اکثر عورتیں اور بچے ہیں ۔لہٰذا مجھے بتاؤ تو سہی کہ تمہاری حالیہ جاہلی اقدار اور پچھلے دور کے ہامان کے جاہلی اقدار میں کتنا فرق ہے جب وہ مصر میں بنی اسرائیل کے بچوں کے قتل میں فرعون کی مدد کیا کرتا تھا۔اور آخر میں میں یہ کہوں گا کہ اس شخص پر کوئی ملامت نہیں جو اپنے بچوں کا دفاع کرے اور فرعون کی ظالمانہ سیاست کے پیروکاروں سے دشمنی رکھے ۔ بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے حق کے اثبات اور مظلوموں کے ساتھ انصاف کے

لئے اسرائیلیوں اوران کے حلیفوں کے خلاف قتال جاری رکھیں گے۔ہم اللہ کے حکم سے فلسطین کے بالشت بھر حصے سے بھی ہرگز دست بردار نہ ہوں گے۔جب تک اس زمین پر ایک بھی سچا مسلمان بستا ہے۔''جو کانٹا بوئے گا وہ انگور کی فصل نہیں کاٹ سکتا''۔سلامتی ہواس پر جو ہدایت کی پیروی کرے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو جاؤ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.tk

info@muwahideen.tk